بچوں آپ نے کل خطوط نگاری اور مرزا غالب کے بارے میں پڑھا۔ آج ہم
ان کا ایک خط دے رہے ہیں جو ہمارے نصاب میں شامل ہے۔ آپ لوگ اس
خط کو اچھی طرح سے پڑھیئے اور سمجھیئے۔ اس کے بعد اسی مضمون سے کچھ سوالات اور
اسکے جوابات دے رہے ہیں آپ لوگ اسے اپنی کاپی پہ لکھ لیجئے اور اسے
یاد کر لیجئے۔

سوال نمبر ۱:۔ "دوسرا جنم ہم کو ملا" اس سے غالب کی کیا مراد ہے؟

جواب:۔ غالب 1857ء کے غدر (جنگ) سے پہلے کی زندگی کو پہلا جنم اور 1857ء کے بعد کی
زندگی کو دوسرا جنم کہہ رہے ہیں کیونکہ وہ اس فتنہ و فساد کے بعد محفوظ رہ سکے۔

سوال نمبر ۲: "مفصل حال لکھتے ہوئے ڈرتا ہوں" غالب نے یہ بات کیوں لکھی ہے؟

جواب:۔ 1857 کے غدر کے بعد چاروں طرف مخبری کا دور دورہ تھا اور مفصل حال لکھنے پر
غالب پر بھی گرفت ہو سکتی تھی اس لیئے انہوں نے یہ بات لکھی۔

سوال نمبر ۳:۔ "اس فتنہ و آشوب میں میں نے کسی مصلحت میں دخل نہیں دیا" سے آپ کیا
سمجھتے ہیں؟

جواب:۔ مندرجہ بالا جملے سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالب نے 1857ء کے غدر میں کسی طرح
کا کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔

سوال نمبر ۴: "گھر کے گھر بے چراغ پڑے ہیں" اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب:۔ 1857ء کی جنگ و جدال میں اہل دہلی جان بچانے کے لیئے گھر بار چھوڑ کر دوسری
جگہ چلے گئے تھے۔ اور کچھ مارے گئے تھے۔ اس وجہ سے گھر ویران اور بے چراغ ہو گئے
تھے کیونکہ گھر میں روشنی کرنے والا کوئی نہیں تھا۔

سوال نمبر ۵:۔ "مجرم سیاست پاتے جاتے ہیں" غالب نے اس جملے میں کیا کہنا چاہا ہے؟

جواب:۔ اس جملے میں غالب کا مقصود یہ کہنے کا ہے کہ جو لوگ مجرم ہیں جنہوں نے ہنگامے میں حصہ
لیا وہ باغی قرار دیئے گئے اور انہیں سزائیں مل رہی ہیں۔

قرۃ العین حیدر علی گڑھ میں 1927 میں پیدا ہوئیں۔ جہاں ان کے والد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں رجسٹرار تھے۔ ان کا آبائی وطن نہٹور

ضلع بجنور ہے۔ ان کے والد سجاد حیدر یلدرم اور والدہ نذر سجاد حیدر بھی اپنے زمانے کے مقبول افسانہ نگار تھے۔ قرۃ العین حیدر نے میٹرک اور بی۔ اے تک کی تعلیم بنارس اور دہرہ دون میں حاصل کی۔ پھر لکھنؤ یونیورسٹی سے انگریزی میں ایم۔ اے کیا۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے لندن چلی گئیں۔ وہاں مشہور انگریزی اخبار "ٹیلی گراف" اور بی۔ بی۔ سی لندن سے بھی وابستہ رہیں۔ ہندوستان واپس آنے کے بعد کئی سال ممبئی میں قیام کیا۔ اور وہاں انگریزی رسائل میں بطور مدیر کام کرتی رہیں۔ بعد میں پہلے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور پھر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں گیسٹ پروفیسر کے عہدے پر فائز رہیں۔ 2007 میں دہلی میں ان کی وفات ہوئی۔

قرۃ العین حیدر کا پہلا افسانہ 1944 میں شائع ہوا تھا۔ ان کے افسانوں کا پہلا مجموعہ "ستاروں سے آگے" 1947 میں اور ان کا پہلا ناول "میرے بھی صنم خانے" 1949 میں منظر عام پر آیا۔ اردو اور انگریزی میں ان کی تقریباً 30 تیس کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

ان میں افسانوں کے مجموعے، ناول، ناولٹ، رپورتاژ، سفرنامے، ادبی
اور عالمی ادب کے ترجمے شامل ہیں۔ ان کے کئی افسانوں اور ناولوں کے ترجمے
ہندوستان اور دنیا کی الگ الگ زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ "آگ کا دریا"
"آخرِ شب کے ہم سفر"، "کارِ جہاں دراز ہے" اور "چاندنی بیگم" ان کے
مشہور ناول ہیں۔ قرۃ العین حیدر کے افسانوں اور ناولوں کی زبان بہت
رواں اور پرکشش ہے۔ ان کی تحریروں میں ہندوستان کی تاریخ اور تہذیب
کی جھلکیوں نے خاص گہرائی پیدا کر دی ہے۔ انہیں ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ،
گیان پیٹھ ایوارڈ اور پدم بھوشن کے خطاب سے نوازا جا چکا ہے۔